صلاح معاشرہ میں مساجد و مدارس کا کردار

تحریر: ام ھشام

.انسان کے اچھے یا برے ہونے میں عموماً تین عوامل کا سیدھا اثر ہوتا ہے

.پہلا: وہ فطری صلاحیتیں جو اسے خصوصی طور پر فطرت سے میراث میں ملتی ہیں. یہ وہی معاملہ ہوتا ہے

دوسرا: وہ ماحول جس میں اس کی تربیت ہوتی ہے اور اس کی عمر گزرتی ہے. اس کے ارد گرد کے ماحول سے اس کی ذہنی اور جسمانی نشو و نما ہوتی ہے. وہ اپنے ماحول سے اچھائیاں اور برائیاں سیکھتا ہے.

.تیسرا: تعلیم اور تربیت انسان کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالتی ہے

تعلیم اور تربیت میں بنیادی کردار ماں باپ کا ہوتا ہے. سب سے پہلے ماں باپ انسان کے ذہن میں اچھائی اور برائی کا تصوّر پیوست کرتے ہیں اور اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان تمیز اور احساس کا عملی نمونہ دکھاتے ہیں.

بچوں کی تربیت میں ماں باپ کے ذاتی اثرات کے علاوہ گھر کا ماحول، خاندان، پڑوس، محلّہ، اسکول، اساتذہ اور کتابوں کا کافی اہم کردار ہوتا ہے.

ماہرین نفسیات کے مطابق یہ عوامل انسان کی شخصیت پر اس حد تک اثر انداز ہوتے ہیں کہ یہ انسان کی فطرت تک کو تبدیل کر سکتے ہیں.

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے. اس کے ماں باپ کبھی اس کو یہودی بنا دیتے ہیں، کبھی نصرانی اور کبھی کچھ اور.

مسلم معاشرہ پر نگاہ ڈالیں اور ایک بچّے کی زندگی پر غور کریں تو اس کی ابتدائی زندگی اس کے گھر، مسجد اور تعلیم گاہ کے گرد گردش کرتی نظر آئے گی. بچے کی تربیت اور اس کی کردار سازی میں ان تینوں مقامات کا بے حد اہم اور بنیادی رول ہے.

اب اگر ان تینوں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر بھی کہیں کم یا زیادہ نقص رہ گیا تو یہ ایک بچّے کی نشو و نما اور اس کے کردار پر گہرا اثر ڈالے گا.

اسی لیے تربیت کے لیے ضروری ہے کہ ان تینوں مقامات کی اصلاح اس صورت میں کی جائے کہ یہ مثبت طریقہ سے ایک بچّے کے کردار پر اثر انداز ہو سکیں. تربیت کے لیے ضروری ہے کہ بچّوں کو بچّوں کی نظر سے دیکھیں، ان کی شخصیت تسلیم کریں اور انہیں اعتبار کی نظر سے دیکھیں. بچوں سے مستقبل کا معاشرہ تعمیر ہوتا ہے اور انہی کے ہاتھوں میں کل زمانہ کی ضمام آنے والے ہوتی ہے.

اس بات کو ہم اس طرح سے سمجھیں کہ ہمیں کسی کو تحفہ دینا ہے تو ہم اسکے لیے کتنا اہتمام کریں گے؟

ہم اپنے تحفے کو ہر طرح سے سجانے کی کوشش کریں گے ہر وہ اہتمام کریں گے جو تحفہ وصول کرنے والے کو خوش کر سکے تو ذرا سوچیے بچے اللہ کا تحفہ ہیں ہمارے لیے, اور وہ تو صاحب کمال ہے اسنے کتنی کمال خوبصورتی سے بچہ کو بنایا ہوگا, اسکے اندر بے پناہ محبتوں اور معصومیت اور صلاحیتوں سے نوازا ہوگا سوچنے والی بات تو یہ ہیکہ ہم سوچیں کہ کیا ہم نے اللہ کے اس عظیم تحفہ کی حفاظت کی, بچہ اللہ کی طرف سے جیسا ہمیں عطا کیا گیا کیا ہم نے اسکی خوبیوں کو ویسا ہی برقرار رکھا.... کیا اسکی صلاحیتوں کو ہم نے مزید نکھارنے کی کبھی کوشش کی.... یا پھر اسے ضائع کر دیا.. سب سے پہلے تو یہ سمجھیں کہ بچہ جب اپنی شعوری دنیا میں قدم رکھتا ہے تب وہ اپنے گرد و پیش سے سیکھنا شروع کرتا ہے اور ایک مسلمان بچے کی زندگی ان تین جگہوں کے ارد گرد گھومتی ہے گھر, مسجد اور مدرسہ.

بچے کی ذہنی، جسمانی، روحانی، تعلیمی، اخلاقی نشو نما کے لیے ان تینوں اہم اداروں کا باہمی تعاون اور ان کے ماحول میں یکسانیت نہایت ضروری ہے.

گھر: اسلام جس معیاری انسان کو طلب کرتا ہے در حقیقت وہ خلاء سے نہیں نکلتے.... بلکہ یہیں کسی خاک سے انکی نمو ہوئی ہوتی ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسے افراد کو بطور غذا اللہ کی محبت کھلائی جاتی تھی, بطور لباس وہ تقوی کو اوڑھا اور پہنا کرتے تھے ایسے افراد کی تربیت کرنے والے ہاتھ اپنے زور بازو پر عقیدہ کلی رکھنے کی بجائے اللہ پر توکل کیا کرتے تھے.. اسی لیے اگر ہم بھی قرون اولی کے مسلمانوں جیسی اولاد چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں بھی انہی اصولوں کو اپنی زندگی میں لازم کرنا ہوگا جو انکی زندگی کا خاصہ اور لازمہ تھا-

اگر ایک اچٹتی ہوئی نگاہ معاشرہ پر ڈالی جایے تو بھی اندازہ ہوگا کہ سماج میں اکثریت کیسے لوگوں کی ہے..؟ تخریب کاروں کی, ملحدانہ ذہنوں کی ,

کیا واقعی یہ وہی افراد ہے جنہیں ہم اپنے معاشرہ میں دیکھنا چاہتے ہیں,......؟ جواب یقینا....... نہیں ہی ہوگا

کیونکہ ہم تو ایک پر سکون, اسلامی معاشرہ چاہتے ہیں جہاں کا معاشرہ اور اسکے افراد کتاب اللہ اور سنت رسول کیمطابق ایک صاف ستھری زندگی گزاریں-... لیکن افسوس ....

معاشرہ.. افراد سے ہی ملکر بنتا ہے اگر ہم ایک صالح معاشرہ کی تکمیل چاہتے ہیں تو ہمیں ویسے ہی افراد ملت اسلامیہ کو مہیا کرانے ہوں گے.

اور آج دنیا میں جو, لوگوں کی اکثریت غلط ڈگر پر چل پڑی ہے اسکی اہم وجہ, دینی تعلیم سے دوری, مادیت پرستی اور غیر اسلامی نظام تعلیم و تربیت, خوف خدا کی کمی بہت سی اہم وجوہات میں سے ایک ہے -

جسکی وجہ سے معاشرہ اور اسکے افراد بھی گمراہ ہیں چونکہ کسی بھی فرد کی تربیت میں اسکا گھر انتہائی اہم ہوتا ہے -

لیکن سوچیے کیا ہوگا تب,, جب بچوں کو اپنا ہی گھر بیگانہ, قید خانہ یا مہمان خانہ لگے ایسا گھر اور ایسے افراد جیسے بھی ہوں لیکن ایسے گھروں کا برباد خانہ ہونا لازمی ہے... وہ اسلیے کہ آج بیشتر گھروں کا ماحول ہی ایسا ہے کہ بچے اپنے گھر میں اجنبی ہیں, والدین کی عدم توجہی, محبت

وشفقت سے محروم ہیں جہاں صرف انکی جسمانی نشو نما کا انتظام ہے اور روحانی پرورش کو اللہ بھروسے چھوڑ دیا گیا ہے- جبکہ اسکے برعکس اسلام نے ایک الگ ہی نظام تعلیم و تربیت مقرر کر رکھا ہے اسلامی گھرانہ کے لیے, جسمیں اس گھر کی اینٹیں اطاعت اللہ اور حب رسول پر رکھی گی ہیں, اسلام کا مدعا یہ ہیکہ بچے کی ابتدائی عمر کے, وہ ایام جن میں وہ پوری طرح والدین پر منحصر ہوتا ہے ان ایام میں ہی بچہ اخلاقی اور معاشرتی خوبیوں کا خو گر بنے- اسکے گوشت پوشت, اور ہڈیوں کیساتھ ساتھ اسمیں اسلام کی محبت, تصور الہ, خدمت خلق کا جذبہ بھی ساتھ ساتھ نمو پاتا رہے وہ اخلاق کے اعلی نمونہ ہر قایم رہے-

لمحہ فکریہ ہے ہم سبکے لیے کہ جو چیز ہمیں دنیا میں سب سے پیاری اور اہم ہے وہ ہے ہماری فیملی, ہمارا گھر, ہمارے بچے...... انکے لیے ہمارے پاس کتنا وقت ہے... کیا حقیقی معنوں میں ہم اپنی اولاد کا حق ادا کر پار ہے ہیں..... تقریبا تقریبا جواب نفی میں ہی آیگا کیونکہ زوجین پر بچوں کی تربیت کو لیکر جو ذمہ داری عائد کی گی تھی اسپر دونوں بھی کھرے نہیں اتر رہے... جہاں باپ کی کمائی کسی شرعی معیار پر نہیں ہوتی ہے وہیں ماں کی جگہ ٹی وی گھر میں معلم بنا بیٹھا ہے- والد صبح کے نکلے آدھی رات گھر آتے ہیں اور والدہ صاحبہ کا زیادہ تر دن... ٹی وی سیریلس اور گپ شپ میں چلا جاتا ہے جہاں بچہ کچھ پوچھتا ہے اسے فون دیکر چپ کرا دیا جاتا ہے تا کہ والدین کی مصروفیات میں کوئی مخل نہ ہو, اور تعلیم کے نام پر ٹیوشن ٹیچر کے بھروسے بچہ چھوڑ کر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بچوں کی تعلیم و تربیت کا حق ادا کر دیا آج کے وقت سے ذرا پیچھے کو جائیں تو ہم کیا پاتے آج کے دور سے تھوڑا پیچھے کو جھانکیں تو پتہ چلیگا کہا سوقت نا تو باضابطہ طور پر اسکول, کالج, یونیورسٹیاں ہوا کرتی تھیں نہ ہی تعلیم کا ایسا آسان چلن عام تھا پھر بھی سلف کا شاندار تعلیمی ریکارڈ ہمیں بہت کچھ سوچنے ہر مجبور کرتا ہے- اور اپنی کمیوں کا احساس دلاتا ہے کہ ناخواندہ عورتوں کے بچے, پانچ پانچ چھ چھ سال کی عمر میں حافظ قرآن بنے- اور دنیا کے تمام علوم وفنون میں اپنا لوہا منوایا- آج دنیا کی سب سے تیز ٹیکنالوجی, سب سے تیز رفتار وسایل زندگی ہمارے پاس ہے لیکن نہ ہم اچھے والدین بن سکے, نہ ہم اچھے اساتذہ ہیں نہ ہی اچھے مسلمان

ہمیں چاہیے کہ گھروں میں پھیلی ہوئی ابتری کو مٹائیں باہم محبت, نرمی وشفقت کے جذبات کو فروغ دیں". لیس منا" کے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ہر چھوٹا بڑا ایکدوسرے کے ادب واحترام دے- اور ایک پاکیزہ اسلامی گھرانے کی خصوصیات اپنے اندر پیدا کریں تا کہ معاشرے میں اچھے افراد تیار ہو سکیں-

اسلام دیگر مسائل کی طرح تربیت میں بھی اپنی خاص روش وطریقہ کار رکھتا ہے-ایک کہاوت ہے

قلوب الرجال وحشیۃ فمن تالفھا اقبلت علیہ

-انسان کا قلب وحشی ہوتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے وہ اس کی طرف جھک جاتا ہے

والدین گھروں میں اپنے بچوں سے محبت کا اظہار کریں، بچے ان کی باتوں کو زیادہ توجہ سننے اور ماننے لگیں گے۔والدین محبت کے ذریعہ اپنے بچوں سے زیادہ عاطفی اور قلبی تعلق خاطر بنا سکتے ہیں اور انہیں نیک اور اچھے کاموں کی طرف راغب ومائل کر سکتے ہیں اور برے اور خراب کاموں سے روک سکتے ہیں اور یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو کمال، تربیت اور بلندی کی طرف ھدایت کر سکتا -

مدرسہ :اسلامی معاشرے کی تعمیر میں یہ دوسری اینٹ کا نام ہے -یہ ایسی جگہ ہے جہاں پر آدم سازی کا کام لیا جاتا ہے ,-ظلمت شب میں بھٹکتی دنیائے انسانیت کے لیے مدرسہ کی حیثیت اس پاور ہاوس کی طرح ہے جو ساری انسانی دنیا کو بجلی تقسیم کرنے کا کام انجام دیتی ہے-مدارس کا تعلق کسی خاص تہذیب وتمدن ,زبان وادب ,عہد جدید وقدیم سے ہر گز نہیں ہے بلکہ اسکا تعلق تو براہ راست نبوت محمدی سے ہے جو عالمگیر ہونے کیساتھ زندہ وجاوید بھی ہے اور ہمیشہ رہیگی -بچہ جب گھر اپنے گھر سے باہر مدرسہ کی دنیا میں داخل ہوتا ہے تو اسوقت وہ آداب وظرافت اور شایستگی ,نظم وضبط سے یکسر بے خبر ہوتا ہے لیکن مدارس میں بچوں کو انہیں اسلامی خطوط پر ڈھالا اور پرکھا جاتا ہے جن پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ کی تعلیم وتربیت کی تھی-مدرسہ وہ جگہ ہیے انسان کو صحیح معنی میں زندگی کو جینے اور برتنے کا خوگر بنایا جاتا ہے اسکے دل میں اطاعت خداوندی اور محبت رسول سے سرشار کیا جاتا ہے ,خوف خدا اور آخرت کی جوابدہی کے ساتھ ہی دنیا کیساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے کے لیے مستعد کیا جاتا ہے

مسجد :ایک مسلمان بچے کی زندگی میں مسجد کا کردار انتہائی اہم ہے یہ معاشرے کا تیسرا اور اب سے اہم ترین ادارہ ہے-جو دین میں اساسی حیثیت رکھتا ہے اللہ کے اس گھر میں جہاں پنچوقتہ نمازوں کا اہتمام ہوتا ہے وہیں درس وتدریس ,رفاہ عامہ ,بیت المال مسلمانوں کے باہمی اتحاد ,اجتماعی مشورے وغیرہ کے لیے باضابطہ تربیت ہوتی ہے

بچے جب مسجد میں اپنے بڑوں کو اللہ کے سامنے حالت نماز میں دیکھتے ہیں تو ان پر بھی اللہ کی محبت کا رنگ چڑھنا شروع ہو جاتا ہے مسجد: ایک مسلمان بچے کی زندگی میں مسجد کا کردار انتہائی اہم ہے یہ معاشرے کا تیسرا اور اب سے اہم ترین ادارہ ہے۔ جو دین میں اساسی حیثیت رکھتا ہے اللہ کے اس گھر میں جہاں پنجوقتہ نمازوں کا اہتمام ہوتا ہے وہیں درس و تدریس, رفاہ عامہ, بیت المال مسلمانوں کے باہمی اتحاد, اجتماعی مشورے وغیرہ کے لیے باضابطہ تربیت ہوتی ہے

بچے جب مسجد میں اپنے بڑوں کو اللہ کے سامنے حالت نماز میں دیکھتے ہیں تو ان پر بھی اللہ کی محبت کا رنگ چڑھتا ہے بچوں کے مساجد کے جیسے روحانی مرکز سے جڑنے کے بعد, انکے دل و دماغ میں ایک نیا انقلاب برپا ہوتا ہے جسکے نتیجے میں بہترین افراد تیار ہوتے ہیں۔

بچپن سے ہی بچوں کا مسجد سے قلبی تعلق انکو مذہب و ملت کا وفادار بناتا ہے, اسلام کا شیدائی اور مستقبل کا سپاہ بناتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے, رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا“ (صحیح مسلم 2/ 132)

شہروں میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب جگہ ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے مبغوض جگہ وہاں کے بازار ہیں۔

تو آیئے اللہ کے اس گھر کی پاسداری سے اپنے اہل و عیال کی زندگیوں کو ایک نئی سمت دیں ۔

اب ہم یہ سمجھ چکے ہیں کہ معاشرہ کے مزکورہ تینوں اداروں کا مقصد ایک ہی ہے یعنی انسان کو اللہ کا صالح بندہ بنانا, اور ہم یہ بھی جان لیں کہ اگر ان تینوں اداروں میں اگر صحیح تال میل, اور تعاون نہ پیدا کیا گیا تو یقینا ہم معاشرے کو مہذب افراد مہیا کرانے سے قاصر ہونگے اور دیگر قوموں کیطرح ہمارا معاشرہ بھی سطحیت اور انتشار کا شکار ہوگا اور ایسا ہو بھی رہا ہے۔

جب گھروں میں اسلام کی بالادستی قایم ہو گی اسکے اوامر و نواہی کا التزام کیا جایگا تب بچے بھی انہی اصولوں کے زیر تحت زندگی گزاریں گے۔ اور جب یہی بچے مدارس کا رخ کریں گے تو وہاں تعلیم و تربیت سے حقیقی معنوں میں فایدہ اٹھانے والے یہی لوگ ہوں جن گھروں میں اللہ کی اطاعت تو کیا اسکے اوامر و نواہی کا بھی خیال نہ رکھا جاتا ہو ایسے گھروں کے بچے اگر مدارس سے جڑ بھی جائیں تو صحیح

معنوں میں مدارس کی تعلیم و تربیت سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے ایسے بچوں کے ذہن میں لاشعوری طور پر سوچنے سمجھنے اور برتنے کو لیکر متضاد راستے پیدا ہو جائیں گے اور آگے چل کر یہ خطرناک نفاق کی شکل بھی لے سکتے ہیں-

ہمارے کرنے کا کام یہ ہیکہ گھر کے تربیتی مشن کو والدین, مدرسہ کی منظم تعلیم و تربیت کے سہارے آگے بڑھائیں-

اور معاشرے کے یہ دونوں ادارے بچوں کو مسجد سے کے پیغام کا علمبردار بنائیں- کیونکہ مسجد اسلامی معاشرے کا آئینہ ہے, اور اس آئینہ میں ہم اپنی ہر کمی کی اصلاح کر سکتے ہیں- مساجد کو خالی نہ چھوڑیں اسے ہر طرح سے امت کی فوز و فلاح کے لیے استعمال میں لائیں